رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

الحکم

ہفتہ وار

دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلےٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قیمت فی پرچہ ۲ /

جلد ۴۱ | مورخہ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۸ء یوم جمعہ | نمبر ۱

الحکم اکتالیسویں سال میں

جیسے کہ ہر اخبار کا طریق ہے کہ وہ ہر نئے سال کے شروع میں کوئی نہ کوئی کلمہ بطور کلمۃ الافتتاح کے لکھتا ہے۔ الحکم کا بھی یہی معمول رہا ہے۔ اس سال کے لئے میرے پاس کوئی نئی چیز نہیں۔ جو میں اپنے احباب کے سامنے پیش کروں۔

الحکم کی مشکلات

یہی سب سے بڑا عنوان گذشتہ ربع صدی سے نمایاں طور پر الحکم کی ہر جلد میں نظر آتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں چالیس سالہ زندگی میں سے گذر کر جبکہ اکتالیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہوں اس قدیم عنوان کو اتار کر کسی جدید خوشکن عنوان کو آویزاں کرنے کے قابل نہیں ہو سکا۔

ہاں ایک چیز ہے جو میرے لمحات فکر میں روشنی اور میرے عزائم میں بلندی پیدا کرتی ہے وہ مونس الحکم کا گذشتہ چالیس سالہ انتھک حوصلہ ہے۔ میں جب اپنے اور الحکم کے گذشتہ حالات پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بحر ذخار ہے جو ہر طرف سے موجزن ہے۔ اور اس میں بڑی بڑی طوفانی لہریں اٹھتی ہیں اور گردوپیش کو دباتی ہیں۔ ان طوفانی موجوں کے درمیان ایک کشتی چل رہی ہے۔ جسے خوف ہر سمت سے گھیرے ہوئے ہے۔ مگر اس پر ایک شخص کھڑا ہے۔ جس نے اپنے کمزور ہاتھوں سے بادبان کو سنبھال رکھا ہے۔ اور وہ اپنی پر اثر آواز سے پکار رہا ہے۔ بڑھے چلو۔ بڑھے چلو! اگرچہ اس کشتی کو چلانے والے ان موجوں کا مقابلہ کرتے کرتے تھک تھک جاتے ہیں۔ اور ان کی کمر ہمت ٹوٹنے کے قریب ہو جاتی ہے۔

مگر

یہی آواز ان کو حوصلہ دیتی ہے۔ اور پھر ایک جدید سعی کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے۔

پس

جب میں دیکھتا ہوں کہ باوجود مشکلات کے اور باوجود اس بحر بیکراں کے اس قدر راستہ طے ہو چکا ہے تو تسلی پیدا ہوتی ہے۔ کہ شاید وہ دن قریب آجائے جب کامیابی اور کامرانی کی منزل قریب ہو جائے

. . . .

اور الحکم کی زندگی پر امن وادی میں داخل ہو جائے

اس سال

میں ان لوگوں سے جو الحکم سے محبت رکھتے رہے

ہماری کی وجہ

پہلی بات یہ کہنی چاہتا ہوں کہ وہ الحکم کے بڈھے سالار کے لئے جس کی ہمت خدا کے فضل سے مل کر الحکم کو آج تک زندہ رکھ سکی ہے کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی زندگی اور عمر میں برکت دے۔ تا وہ الحکم کے ذریعے ان نایاب خزانوں کو تقسیم کر سکیں جن کے وہ حامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں الحکم کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک نمبر اس امر کی سفارش کرے گا۔ اور کہے گا کہ واقعی مؤسس الحکم اس دعا کا مستحق ہے۔ پس میری پہلی درخواست یہی ہے کہ انصار الحکم مؤسس الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی قبلہ کی درازیٔ عمر اور صحت اور تندرستی کے لئے بالالتزام دعائیں کر کے مجھے شکریہ کا موقع دیں

دوسرے

میں احباب سلسلہ اور پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریان جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ الحکم نے گذشتہ چالیس سال میں ہر ممکن سعی آپ کی خدمت کے لئے کی ہے۔ میں ان گذشتہ چالیس سالہ خدمات کو پیش کر کے درخواست کرتا ہوں کہ اب اپنی کوششوں کو الحکم کے بانی اور مؤسس کی کوششوں سے ملا کر الحکم کو اس قابل بنا دیجئے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بلند مقام اور شان کے مطابق یہ اخبار ہو۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ اور خدا نے اس قوم کو اپنے ہاتھ سے زندہ کیا ہے۔ پس زندہ قومیں جہاں خود زندہ رہتی ہیں۔ اور آگے بڑھتی ہیں۔ وہاں ان تمام چیزوں کو بھی جو ان کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ زندہ رکھتی ہیں۔

پس

الحکم کا زندہ رکھنا۔ اور اس کو ترقی کے مقام پر لا کھڑا کرنا آپ کا فرض ہے۔ آپ اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور اپنا قدم آگے بڑھائیں مجھے امید ہے کہ خدا کی مدد آپ کے ساتھ شامل ہو گی۔ میں اس اپیل کے ساتھ جو ہر قسم کے ہیچ الفاظ سے خالی ہے اس جلد کا آغاز کرتا ہوں۔ اور خود اپنے سر کو آستانہ الوہیت پر رکھتا ہوں کہ مولےٰ تو نے ہی اپنے فضل سے اس منزل تک پہنچا دیا ہے۔ اب باقی کی منزلیں بھی تو ہی آسان فرما۔ اور خدمت دین کے ایسے اسباب پیدا کر کہ تیری رضا حاصل ہو تو ہی اوّل ہے اور تو ہی آخر پس تیرے ہی نام سے آغاز کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

ص۴- ہمارے دل سخت مجروح ہیں۔ اور ہم سب انکی اس تکلیف میں جسے وہ بے شک نہایت مسرت اور ابتہاج کیساتھ برداشت کرنیکے لئے تیار ہیں۔ دلی ہمدردی رکھتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انکی اس اخلاص سے پُر قربانی قبول فرمائے۔ آمین

۵- اس ریزولیوشن کی نقل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ص۳

مرزا سعید احمد صاحب کی وفات حسرت آیات

قادیان ۱۳ر جنوری عزیز مرزا سعید احمد صاحب بی۔اے کے متعلق آج ساڑھے بارہ بجے۔ بعد دوپہر ولایت سے مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے امام مسجد احمدیہ لنڈن کا یہ المناک تار موصول ہوا۔ کہ وہ گذشتہ شب سوا دو بجے صبح کو فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز مرزا سعید احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے اور جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے۔پی۔سی۔ایس کے بڑے صاحبزادے تھے ۱۹۳۴ء کے آخر میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے۔ اور گذشتہ سال لنڈن میں۔ بی۔اے کا امتحان پاس کر کے اب وہاں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ کہ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں معمولی بیماری کی اطلاع موصول ہوئی جس پر ماہر ڈاکٹر سے معائنہ کرانے کی ہدایت بھجوائی گئی۔ اور جب نومبر کے آخر میں ایکسرے کا معائنہ کرایا گیا۔ تو ڈاکٹر نے بتایا۔ کہ سخت قسم کی جلد جلد بڑھنے والی سل ہے جس پر فوراً لنڈن کے مشہور برامٹن ہسپتال میں داخل کرا کے ماہرین کا علاج شروع کرا دیا گیا۔ گو درمیان میں بعض اوقات حالت کے بہتر ہونے کی اطلاع بھی آتی رہی اور عزیز مرحوم باوجود بے حد نقاہت اور کمزوری کے بیماری کا بہت اچھا مقابلہ کرتے رہے۔ مگر بحیثیت مجموعی حالت گرتی گئی پہلے تجویز تھی۔ کہ ان کو ہندوستان واپس بلا لیا جائے۔ مگر ہسپتال میں داخل ہونے کے بعد حالت بدستور ایسی رہی۔ کہ ڈاکٹر نے سفر کی اجازت نہ دی۔ آخر حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ عزیز مرحوم کے والد جناب مرزا عزیز احمد صاحب خود ولایت چلے جائیں۔ اور جس وقت بھی حالت سنبھلے۔ فوراً ہندوستان لے آئیں۔ چنانچہ مرزا عزیز احمد صاحب ۷ر جنوری کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر ۱۰ر جنوری کی شام کو لنڈن پہنچ گئے۔ مگر اس اثنا میں حالت اس قدر گر چکی تھی۔ کہ ان کے پہونچنے کے دوسرے ہی دن حالت بہت زیادہ نازک ہو گئی۔ اور ۱۲، ۱۳ر جنوری کی درمیانی شب عزیز مرزا سعید احمد صاحب کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اپنے نام کی طرح ایک بہت شریف الطبع تھے۔ قربانی ایثار اور صبر کا جذبہ رکھتے تھے۔ نہایت متواضع۔ بہت ہونہار تھے۔ مرحوم اپریل ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے تھے۔ گویا ابھی پورے پچیس سال بھی عمر نہ ہوئی تھی اللہ تعالےٰ ان کی روح کو اپنے فضل خاص کے دامن میں قبول فرمائے۔ اور ان کے محترم والد بزرگوار اور دیگر اعزہ اور خاندان کو اس بہت بڑے صدمہ میں صبر و رضا کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مولانا عبدالرحیم صاحب درد کو لنڈن تار بھجوایا ہے۔ کہ عزیز مرزا سعید احمد صاحب کی لاش کو صندوق میں بطور امانت دفن کیا جائے۔ تاکہ بعد میں اسے ہندوستان لایا جا سکے۔ مولانا درد صاحب نے اپنے تار میں لنڈن کی تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے خاص ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ (الفضل)

الحکم اس جانکاہ حادثہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب۔ اور دیگر ممبران خاندان نبوت کے حضور قلبی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم مغفور کو اپنے پردادا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں جگہ دے۔ اور بڑی بڑی برکات نازل فرمائے۔ اور خاندان نبوت کو اس قسم کے ہموم و غموم سے ہر طرح محفوظ رکھے۔ آمین۔

مدرسہ احمدیہ کا ایک خاص اجلاس

مورخہ ۱۳ کو مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ و طلبار کا ایک غیر معمولی جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے جو بغرض اشاعت ارسال خدمت ہیں۔

۱- جملہ اساتذہ اور طلبار مدرسہ احمدیہ کا یہ جلسہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے نومسلم ٹیچر مدرسہ ہذا کو اس عزم و ثبات اور حقیقی مسرت و بشاشت مومنانہ کے اظہار پر جو کہ انہوں نے ایسے وقت جبکہ ایک تبلیغی ٹریکٹ "بابا نانک کا دین دھرم" شائع کرنیکی بنا پر مجسٹریٹ صاحب علاقہ کے اس حکم کے سنانے پر دکھلایا۔ جس کو صاحب موصوف نے

اپنے پورے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو ان کو دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۳ کی رو سے حاصل تھے۔ انتہائی سزا کے ذریعہ سے یعنی ۶ ماہ قید سخت اور ایک سو روپیہ جرمانہ .... اور بصورت عدم ادائیگی ڈیڑھ ماہ مزید قید سخت کا اعلان فرمایا اور پھر اس اظہار اطمینان فرمانے پر کہ جب ہتھکڑی انکو پہنانے کیلئے پیش کی گئی۔ تو انہوں نے اسکو شادمانی کیساتھ بوسہ دیا۔ اور فرمایا مجھے اس صداقت کے ظاہر کرنے پر جو سزا ابھی دیجائے اسکو خوشی برداشت کرونگا۔ نہایت محبت اور تپاک کیساتھ انکی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا اور ان کو یقین دلاتا ہے کہ اس معاملہ میں محض سچے دین اور سچے عقیدہ کے [illegible] ہے جو فیصلہ ان کے خلاف دیا گیا ہے۔ اس [illegible]

ص۳ جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے۔ اور اخبارات سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھجوائی جائیں ۱۵/۱ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب کی زبان سے

الحکم کا اس دور جدید میں سب سے بڑا کام یہ رہا ہے۔ کہ وہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم سے جمع کرے۔ اور اس طرح **ذکر حبیب** کے ذکر سے رطب اللسان رہے۔ اس سے جہاں ایک گونہ سلسلہ روایات جمع ہو سکے گا۔ وہاں ذکر حبیب سے ایک نئی زندگی ملتی رہے گی۔ الحکم نے گذشتہ چار سالوں میں اس سلسلہ میں **پندرہ سو روایتیں** صحابہ کی زبانی و قلم سے محفوظ کی ہیں۔ اور یہ ایسا کام نہیں جسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے۔ روایات کے جمع کرنے میں جو شاندار خدمت الحکم کو نصیب ہوئی اس کے لئے اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا ہوں۔ اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دے۔ (آمین)

آج کی اشاعت میں مخدومی محترمی ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب انچارج نور ہسپتال قادیان کی اس تقریر کو درج کرتا ہوں۔ جو آپ نے جلسہ سالانہ کے ایام میں **ذکر حبیب** کے عنوان سے مسجد اقصےٰ میں فرمائی۔ اور الحکم کے اس کالم سے ہے۔ ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ باقی امور جو **ذکر حبیب** کے عنوان کے ماتحت ان کے علم ہوں۔ لکھ کر الحکم کے لئے مرحمت فرمائیں تا وہ محفوظ ہو سکیں۔ امید ہے کہ وہ میری اس درخواست کو شرف قبولیت دیں گے۔ والسلام۔

(ایڈیٹر)

(۱)

میری بیعت کا زمانہ

میری بیعت کا زمانہ تین وقتوں پر تقسیم ہو سکتا ہے

اول:- جبکہ میں پرائمری سکول کا طالب علم تھا اس زمانہ میں ہمارے محلے کی مسجد کا ایک متولی احمدی ہو گیا۔ اس وقت میں نے احمدیت کا نام سنا۔ پھر سنہ ۱۸۹۸ء یا ۱۸۹۹ء میں مولوی عبد القادر صاحب لدھیانوی پٹیالہ میں آئے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لینے کا اختیار دیا ہوا تھا۔ انہوں نے ہمارے کنبے کی بیعت لی۔ میرے والد صاحب اور بھائی صاحب اور دادا صاحب نے بیعت کی۔ جبکہ عمر ۱۰ سال کی تھی۔ اور میں اسوقت پاس موجود تھا۔

دوم:- پھر مجھے جب ذرا شعور پیدا ہوا۔ تو میں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں اپنی بیعت کا خط لکھا۔ اس وقت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ کا اثر مجھ پر ہونے لگا۔ اور جو کتاب آتی آسانی سے پڑھی جاتی۔ اور جو اخبار آتا تھا وہ شوق سے پڑھا کرتا تھا۔ پھر بچپن کی عمر میں دعا کی طرف توجہ ہو گئی بعض دعاؤں کے اثرات بھی دیکھنے میں آئے۔

سوم:- تیسرا زمانہ وہ تھا جب یہ شوق پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی جائے۔ میں ابھی متعلم ہی تھا۔ میں نے اس غرض کے لئے نہایت توجہ سے دعا کی۔ تو میں نے دیکھا کہ میں مسجد کے حجرے میں بیٹھا ہوا ہوں۔ کہ حضرت صاحب دروازہ کھول کر اندر تشریف لے آئے۔ میں اٹھ کر چمٹ گیا۔ اور رونے لگا۔ اس رویا کے دس پندرہ دن کے بعد میرا قادیان آنے کا بندوبست ہو گیا قادیان آنے والے تین بڑے آدمی تھے۔ اور ہم تین طالب علم تھے چنانچہ اس وقت کے اخبار بدر میں میرا نام حشمت اللہ طالب علم چھپا ہوا موجود ہے

(۲)

اس وقت کا منظر

اس وقت مہمان خانہ کچا تھا۔ اور بہت مختصر تھا ایک کوٹھری میں سید احمد نور صاحب دوکان کیا کرتے تھے۔ اور ایک کوٹھری میں سید عبد الحی صاحب عرب دکان کرتے تھے۔ پہلی بار مجھے نماز مغرب میں آنے کا اتفاق ہوا۔ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ڈھونڈ رہا تھا۔ مجھے ایک شخص دکھائی دیا مگر فوراً ہی میری نظر نے اندازہ لگایا۔ کہ یہ حضرت صاحب نہیں ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور تشریف لائے۔ اور نماز کے بعد شاہ نشین پر بیٹھ گئے۔

(۳)

بیعت بغیر استقامت کوئی چیز نہیں

تیسرا زمانہ دستی بیعت کا ایک شخص عبد الحق نامی جو نومسلم ڈاکٹر ریہ تھا۔ ہم سے پہلے قادیان میں آیا ہوا تھا۔ اس نے ذکر کیا کہ میں تین چار دن سے آیا ہوا ہوں۔ مگر حضرت صاحب نے میری بیعت نہیں لی۔ مگر حضرت صاحب نے دوسرے ہی دن ہماری بیعت لے لی۔ اس شخص نے بھی ہماری بیعت کے وقت اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس امر کا علم ہوا۔ اگلی صبح میں حضرت صاحب حضرت میاں بشیر احمد صاحب والے مکان کے پاس کھڑے تھے۔ کہ عبد الحق نومسلم بھی وہاں آ گیا۔ اس نے عرض کی کہ حضور دعا کریں۔ میں نے بیعت تو کر لی ہے۔ یہ سن کر حضور کے چہرے پر تغیر واقع ہو گیا۔ حضور نے فرمایا۔

ایسی بیعت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر استقامت نہ ہو۔ چنانچہ چند ہی روز کے بعد اس کی حالت بگڑ گئی۔ اور وہ مرتد ہو گیا۔

(۴)

ایک الہام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہی ایام میں ایک الہام ہوا۔

فزع عیسیٰ ومن معہٗ

ہم نے اس الہام سے غم سمجھا تھا۔ چنانچہ اس کے دو مہینے کے عرصے میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ کی وفات ہو گئی۔ اور سب کو غم ہوا۔

(۵)

ایک اور واقعہ

اس طرح ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو کرنے کے بعد اٹھنے لگے تو دریچہ جو کھلا تھا۔ اس سے حضور کو چوٹ لگی۔ اور بڑا خون نکلا۔ اور ہم سب کو بڑا صدمہ ہوا۔

(باقی آئندہ)

نصف صدی قبل کے حالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عجز اور انکساری کی ایک شان

الحکم ۱۹۳۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نصف صدی قبل کے حالات شائع کرنے شروع کئے گئے تھے۔ مگر بعد میں کچھ ایسا التوا ہوا کہ یہ سلسلہ رک گیا۔ اب پھر کوشش کی جائے گی کہ اس سلسلہ کو پھر جاری رکھا جائے۔ وباللہ التوفیق ؛

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ حضور نے کبھی بھی اپنے زہد و تعبد کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ اس معاملہ میں غایت درجہ تک انکساری اور تواضع کو مدنظر رکھا ہے اور اسی کو ذکر فرمایا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے جو کچھ انعام و اکرام عطا ہوا۔ اسے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل یقین کیا۔ چنانچہ حضورؑ نے اس کیفیت کو اپنے ایک مکتوب میں ذکر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

اور راست یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس عاجز سے ایک عجیب معاملہ ہے کہ اس جیسے شخص پر اسکا تفضل اور احسان ہے، کہ اپنی ذاتی حالت میں احقر اور ارزل عباد ہے۔ زہد سے خالی۔ اور عبادت سے عاری اور معاصی سے پر ہے سو اس کے تفضلات حیرت انگیز ہیں۔

پھر تحریر فرمایا

خدا تعالےٰ کا معاملہ اپنے بندوں سے طرز واحد پر نہیں اور توجہات اور اقبال اور فتوح حضرت احدیت کی کوئی ایک راہ خاص نہیں۔ اگرچہ طریق مشہورہ ریاضات اور عبادات اور زہد اور تقوےٰ ہے۔ مگر ماسوا اس کے ایک اور طریق ہے۔ جس کی خدا تعالےٰ کبھی کبھی آپ بنیاد ڈالتا ہے۔

خواب

کچھ دن گذرے ہیں کہ اسی عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے اور ہر شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرتا ہے اور مشرب کے بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزوں اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ جس کا آخری لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے۔ جیسے یہ مصرع

تمام شب گذرانیم در قیام و سجود

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے۔ پھر آخیر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا۔ مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی۔ اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے

طریق زہد و تعبد ندانم اے زاہد
خدائے من قدمم راند براہ داود

سو سچ ہے کہ یہ ناچیز زہد اور تعبد سے خالی ہے اور بجز عجز و نیستی اور کچھ اپنے دامن میں نہیں اور وہ بھی خدا کے فضل سے نہ اپنے زور سے

۷ جنوری ۱۸۸۴ء مکتوبات احمدیہ جلد اول

اس خط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو عطائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہوئیں۔ حضور ان کو محض فضل الہیٰ کا نتیجہ خیال فرماتے تھے۔ اور اپنی کسی خوبی کا نتیجہ خیال نہ فرماتے تھے۔ اور یہی یقین فرماتے تھے کہ میرے دامن میں بجز عجز اور نیستی کے کچھ نہیں

انہی ایام میں حضور کا معمول

اب ہم حضور کی زندگی کا ایک اور پہلو دکھاتے ہیں۔ وہ یہ کہ حضور راتوں کو اٹھتے ہیں۔ اور وضو کرتے ہیں۔ اور چند دوگانے عاجزی اور دردمندی سے پڑھتے ہیں۔ جوشش دل اسقدر موجزن ہوتا ہے کہ رقت اور گریہ ہر طرف سے حضور کو گھیر لیتے ہیں اس تنہائی کے عالم میں وہ آستانہ الوہیت پہ ایک ایسی دعا کرتے ہیں جس میں سوائے اعتراف عجز و نیستی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ چنانچہ حضور اپنے الفاظ میں یوں بیان فرماتے ہیں :۔

" رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو چند دوگانے اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو :

اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں تیرا ایک ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا اور تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی۔ اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار۔ اور اپنے مولےٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں جوش دلی چاہیئے۔ اور رقت اور گریہ بھی یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے۔ اور درحقیقت اس عاجز کے مطابق حال ہے "

۲۰ اگست ۱۸۸۴ء مکتوبات احمدیہ جلد ۵

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

هُوَ النَّاصِرُ — خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

فیصلۂ ہائی کورٹ بمقدمۂ میاں عزیز احمد اور جماعت احمدیہ

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

پانچ تاریخ کو میاں عزیز احمد کی اپیل کا فیصلہ جو ہائی کورٹ کے دو فاضل ججوں نے سنایا ہے۔ اس میں بعض ایسے فقرات بھی ہیں جن سے بعض مخالف اخبارات نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا عدالت عالیہ کے نزدیک میاں فخرالدین کے قتل کی تحریک خلیفہ جماعت احمدیہ کی تقریروں سے ہوئی ہے۔ چنانچہ اس مخالف پروپیگنڈا کی وجہ سے جماعت کے دوستوں کو بہت تکلیف ہوئی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ "الفضل" کے اور کوئی اخبار نہیں پڑھتے اس فیصلہ سے بے خبر ہیں۔ جن جن دوستوں کی نگاہ سے دوسرے اخبارات گزرے ہیں۔ وہ رنج و غم سے بے تاب ہو رہے ہیں۔ اور ان کے خطوط جو مجھے آ رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض تو مارے غم کے دیوانے ہو رہے ہیں۔ جن لوگوں کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خبر کے پڑھنے کے بعد وہ کھانا نہیں کھا سکے اور رات کو نیند بھی ان کو نہیں آئی۔ اور بعض نے تو نہایت درد سے لکھا ہے۔ کہ خدایا یہ کیا غضب ہے کہ جس شخص نے ہمیں نرمی اور محبت اور رأفت کی تعلیم دی۔ اور جس نے ہمیں سختی اور ظلم اور فساد سے روکا۔ اور جس نے ہماری طبیعتوں کی وحشت کو دور کر کے پیار اور محبت کا ہمیں سبق دیا۔ اور دشمنوں سے بھی حسن سلوک کی ہمیں ہدایت کی۔ اور ہمارے شدید ترین غصہ کی حالت میں ہمارے جذبات کو سختی سے قابو میں رکھا۔ اسی کی نسبت آج کہا جا رہا ہے۔ کہ اس نے لوگوں کو قتل و غارت کی تعلیم دی۔ اور فساد پر آمادہ کیا۔ بعض کے خطوط تو ایسے دردناک ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے ان کے دل خون ہو گئے ہیں۔ اور ان کے لئے عرصہ حیات تنگ آگیا ہے۔ پس باوجود اس کے کہ عدالت عالیہ کے فیصلہ کے متعلق کچھ لکھنا ایک نازک سوال ہے۔ اور قانون کا کوئی ماہر ہی اس مشکل راستہ کو بخیریت طے کر سکتا ہے۔ میں مجبور ہو گیا ہوں کہ اس بارہ میں اپنے خیالات کو ظاہر کروں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

سب سے پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اے بھائیو میں تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔ کہ تم نے میرے زخمی دل پر پھایا رکھنے کی کوشش کی۔ اور میرے غم میں شریک ہوئے۔ اور میرے بوجھ کے اٹھانے کے لئے اپنے کندھے پیش کر دئے۔ خدا کی تم پر رحمتیں ہوں۔ وہ تمہارے دل کے زخموں کو مندمل کرے اور تمہارے دکھوں کا بوجھ ہلکا کرے کہ تم نے اس کے ایک کمزور بندے پر رحم کیا۔ اور اس کے غم نے تمہارے دلوں کو پریشان کر دیا۔ بے شک آج پشاور سے لے کر راسکماری تک ہزاروں گھر رنج و الم کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہزاروں ہزار عورتیں۔ مرد بچے کرب و بلا میں مبتلا ہیں۔ اور خون کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں ہیں۔ لیکن ان کے احساسات۔ ان احساسات کی گہرائی کو کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ جو ان ایام میں میرے دل میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور پیدا ہو رہے ہیں۔ شائد تم میں سے بعض اپنا غصہ اس طرح نکال لیتے ہوں گے۔ کہ وہ اس فیصلہ کی ذمہ واری ججوں پر ڈال دیتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ججوں نے غلطی کی۔ انہوں نے ہمارے امام کو سمجھا نہیں۔ اور بعض اس طرح غصہ نکال لیتے ہوں گے کہ ججوں نے تو محض اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ مذہبی لیڈروں کو اپنے خیالات کو احتیاط سے ادا کرنا چاہیئے۔ تا دوسرے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کوئی خلاف قانون حرکت نہ کر بیٹھیں۔ لیکن اخبار والوں اور دشمن مولویوں نے شرارت کی ہے۔ کہ ان کے فقروں کو اور معنی دے دیئے ہیں۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے قتل و غارت کی تلقین کا ارتکاب کیا ہے۔ مگر اے دوستو میں اپنے دل کی آگ کو اس قسم کے خیالات کے پانی سے بھی سرد نہیں کر سکتا کیونکہ کیا اس امر کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ ججوں نے جو کچھ سمجھا اس کا موجب آپ ہی لوگوں میں سے ایک شخص کی غلطی تھی۔ اگر میاں عزیز احمد بے قابو نہ ہو جاتے اور اگر ان سے اس فعل کا ارتکاب نہ ہوتا۔ تو ججوں کو میرے متعلق اچھے یا برے خیالات کے اظہار کا موقعہ ہی کب مل سکتا تھا۔ ان کو ان ریمارکس کے لکھنے کا موقعہ تو خود آپ لوگوں میں سے ہی ایک فرد نے دیا۔ اور اگر اخباروں نے ججوں کے غلط معنے لئے۔ تو اس کی ذمہ واری بھی تو آپ ہی میں سے ایک شخص پر ہے۔ اور جب میں اس نقطۂ نگاہ سے اس معاملہ کو دیکھتا ہوں تو میرے دل سے بے اختیار یہ آواز آتی ہے۔ کہ محمود جس قوم کی خدمت تو نے بچپن میں اپنے ذمہ لی۔ جس کی خدمت جوانی میں تو نے کی۔ جب تیرے بال سفید ہو گئے۔ جب تیری رگوں کا خون ٹھنڈا ہونے کو آیا۔ تو ان میں سے بعض کی وجہ سے تجھ پر اس فعل کا الزام لگایا گیا جس فعل کو دنیا سے مٹانے کے لئے تیرا بچپن اور تیری جوانی خرچ ہوئے تھے۔ جب ہم میں سے بعض نے اپنے خدا پر بدظنی کی۔ اور خیال کیا کہ وہ جائز راستوں سے ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ اور اس کا بتایا ہوا طریق ہمیں کامیاب نہیں بنا سکتا۔ تو تو بتا کہ اگر دنیا کے لوگ تجھ پر اور تیرے دوستوں پر بدظنی کریں۔ تو انہیں ان کا کیا قصور۔ اور اگر جج یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ ملک کا امن قائم کرنے کے لئے ایک مستحسن قدم اٹھاتے ہیں کوئی ریمارک کریں تو اس میں ان پر کیا الزام۔ کیونکہ وہ شخص زیادہ مجرم ہے۔ جو اپنے خدا پر بدظنی کرتا ہے۔ بہ نسبت اس کے جو کسی بندہ پر بدظنی کرتا ہے۔

یہ ایک قانونِ قدرت ہے۔ کہ اگر غم کی حالت میں انسان دوسرے پر اس غم کی ذمہ واری تھوپ سکے۔ تو یہ اس کے غم کو ہلکا کر دیتا ہے۔ لیکن جب میں سوچتا ہوں۔ اور اس غم کا موجب خود اپنی ہی جماعت کو پاتا ہوں۔ اور غلط فہمیوں کو پیدا کرنے والا خود انہی کو دیکھتا ہوں۔ تو میرا دل بالکل پگھل جاتا ہے۔ اور میری آنکھیں ندامت سے جھک جاتی ہیں۔

اے بھائیو اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان چونکہ دل کے خیالات کو نہیں پڑھ سکتا۔ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اور رائے وہی ہے۔ جو عالم الغیب خدا کی ہو۔ اور ہم تو دوسروں سے دکھ دیئے جانے اور گالیاں سننے کے عادی ہو چکے ہیں۔ لیکن اس موجودہ ابتلا اور پہلے ابتلاؤں میں یہ فرق ہے کہ پہلے مخالف اخبار اور مخالف واعظ جو کہتے تھے وہ اپنی طرف سے کہتے تھے۔ اور انسانوں میں سے شریف طبقہ ان کی باتیں پڑھ کر یا سن کر کہتا تھا کہ یہ لوگ احمدیوں کے دشمن

"اس فیصلہ کے بارہ میں کوئی مضمون نہیں لکھا۔ اور اسکی وجہ سے اکثر احباب جو مضمون ... (الفضل)"

ہیں۔ ان کی باتوں پر بلا سوچے اور بغیر تحقیق کے
اعتبار نہ کرو۔ لیکن اب جو کچھ ہمارے دشمن اخبارات
اور دشمن لیکچرار کہتے ہیں وہ انہیں صوبہ کی اعلےٰ
عدالت کے ججوں کی طرف غلط طور پر یا صحیح طور پر
منسوب کر کے کہتے ہیں۔ اور اس کا نہایت برا اثر
ہماری تبلیغ پر پڑ سکتا ہے۔ پس اس وجہ سے طبعاً
اس حادثہ کا اثر میری طبیعت پر شدید پڑا ہے۔ نہ
اپنی ذات کے لئے بلکہ خدا کے دین کے لئے اور
اس کے سلسلہ کی اشاعت میں روک پیدا ہونے کے
خیال سے۔ کیونکہ گو ہم ذلیل اور حقیر وجود ہیں۔
اور آخر ایک غیر حکومت کے تابع ہیں۔ اور ایک
کمزور جماعت کا فرد ہونے کے لحاظ سے۔ اور
ایک چھوٹی سی اقلیت کا ممبر ہونے کے سبب سے
ہمیں نہ کوئی دنیوی وجاہت حاصل ہے جس کی
کوئی قیمت سمجھی جائے۔ اور نہ کوئی سیاسی رتبہ
حاصل ہے جس کا کوئی لحاظ کیا جائے۔ پس اگر
صرف ہماری ذات کا سوال ہو۔ تو پھر تکلیف جو ہمیں
پہنچے وہ ایک ادنےٰ سی قربانی ہے۔ جو ہم اپنے
رب کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اور کوئی بیش قیمت
تحفہ نہیں۔ جو اس بادشاہ کے پاؤں میں رکھتے
ہیں۔ لیکن جب قربانی ہماری ذات کی نہ ہو بلکہ سلسلہ
کی ہو۔ اور نقصان ہمارا نہ ہو بلکہ ہماری جان سے
پیارے دین کا ہو۔ اور ہمارے اخلاق کا دھبہ
ہمارے چہرہ پہ نہیں بلکہ ہماری پاک تعلیم کے
ماتھے پر سیاہ نشان بنا کر لگایا جا رہا ہو۔ جیسا کہ
ہمارے مخالف لوگ کر رہے ہیں۔ تو پھر ایک ایسا
غم اور دکھ پہنچتا ہے جس کا اندازہ انسان نہیں
لگا سکتے۔ اور اسی وجہ سے آج میرا دل غم سے
بھرا ہوا ہے۔ اور میری پیٹھ فکروں کے بوجھ سے
خم ہو رہی ہے۔ اگر اسلام کا جھنڈا آج میرے ہاتھ
میں نہ ہوتا۔ اگر اسے کامیابی کے ساتھ اقبال کی
پہاڑی پر گاڑنے کا کام خدا تعالےٰ نے میرے
سپرد نہ کیا ہوتا۔ تو میں خدا تعالےٰ سے کہتا
اے میرے خدا اے میرے خدا میں اپنے
ہی لوگوں کی اصلاح میں ناکام رہا ہوں۔ میں اپنے
ہی لوگوں کی غلطیوں کی وجہ سے بدنام ہوا ہوں۔
اے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وہ نہیں کہا جو
لوگ کہہ رہے ہیں۔ کہ میں نے کہا۔ اور تیرے وہ بندے
بھی جانتے ہیں۔ جنہوں نے مجھے دیکھا اور سمجھا
لیکن اے میرے رب میرے ہی بعض ساتھیوں
کے ذریعے سے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔
کہ وہ ہاتھ جسے تو نے سورج کی طرح روشن بنایا تھا
داغدار نظر آ رہا ہے۔ پس اگر میرا وجود تیرے
دین کی اشاعت میں روک بنتا ہے تو مجھے اس
ذمہ واری سے سبکدوش کر۔ اور اپنے پاس جہاں

بدظنیاں نہیں۔ جہاں حقیقت پر شک کا پردہ نہیں
ڈالا جا سکتا۔ اپنی بخشش کی چادر کے کسی کونہ میں
جگہ دے دے۔ لیکن میں اپنے لئے موت بھی تو
نہیں مانگ سکتا۔ کیونکہ گو ایک بے جان جسم
کسی کام کا نہیں۔ لیکن جب تک سانس
چلتا ہے ایمان کی ذمہ داریاں اس پر عاید ہیں۔ اور
مذہب اور اخلاق کی جنگ کے میدان سے بھاگنا
کسی طرح جائز نہیں۔ کیونکہ روحانی جنگ جو مذاہب
کے درمیان دلائل و براہین اور نشانات الٰہیہ سے
ہو رہی ہے۔ وہ دنیا کی جنگوں سے کہیں اہم
ہے۔ جب دنیا کی حکومتیں جسمانی جنگوں سے
تھک جانے والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی
ہیں۔ تو جو شخص اخلاق اور دین کی جنگ سے جو
روحانی ہتھیاروں سے لڑی جاتی ہے سبکدوشی
کا خیال کرے۔ وہ کس قدر حقیر نہ سمجھا جائیگا۔
پس میرے لئے سب راہیں بند ہیں سوائے
آگے بڑھنے کے۔ اور میں اپنے رب سے شکوہ
نہیں کرتا۔ کیونکہ اس نے جس مقام پر مجھے رکھا
ہے۔ یقیناً اس میں میرا بھلا ہے۔ اور اسی میں دنیا
کا بھلا ہے۔ پس اگر میرے دل کا خون ہو کر
بہنا تمہارے دلوں کو پاک کر سکے۔ اگر تم آئندہ کے
لئے شریعت اور قانون کی پابندی کو اپنے نفس پہ
واجب کر لو۔ اور قربانی اور ایثار کے معنی یہ سمجھو۔ کہ جس

. . . .

کہ جس رنگ میں خدا تم سے قربانی اور ایثار چاہتا ہے
نہ وہ ناجائز رنگ جو تم اپنے لئے تجویز کرو۔ تو
یقیناً میری قربانی مہنگی نہ ہو گی۔ میرے دکھ کوئی
قیمت نہ رکھیں گے۔ کیونکہ وہی جان قیمتی ہے جو
خدا کے بندوں کے کام آئے۔ اگر میری بے عزتی
تمہیں عزت دلانے کا موجب ہو۔ اگر میری ذلت تم کو
ہمیشہ کے لئے ذلت سے بچالے۔ اگر میرے
جذبات کی موت تمہیں اخلاقی زندگی بخش دے
تو بخدا میں اس سودے کو نہایت سستا سودا سمجھونگا
کہ حکومت درحقیقت خدمت ہی کا نام ہے۔ اور سیادت
غلامی کا ہی ہم معنی لفظ ہے۔ پس اے بھائیو اگر
تم فی الواقعہ اس غم میں میرے ساتھ شریک ہونا
چاہتے ہو تو بجائے دوسروں پر غصہ ہونے کے اپنے
نفسوں پر غصہ ہو۔ اور اپنے دلوں کو پاک کرو۔ اور
چاہیئے کہ تم میں سے جو روزوں کی طاقت رکھتے ہیں
وہ کچھ روزے رکھ کر دعائیں کریں۔ اور جو نوافل
کی طاقت رکھتے ہیں وہ کچھ نوافل پڑھ کر دعائیں کریں
کہ خدا تعالےٰ خود ہی اپنے سلسلہ کا حافظ و
ناصر ہو۔ اور اس کی عزت کو قائم کرے۔ اور
لوگوں کے دل سے بدظنیاں دور کرے۔ اور
آئندہ کے لئے خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ بے شک

بے عزت کو ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ لیکن ظالم کو بھی ایمان نصیب نہیں
ہوتا۔ تم خدا کیلئے بھی اسیطرح باعزت بنو جسطرح اپنے نفس کے
لئے بلکہ اس سے زیادہ۔ لیکن ساتھ ہی تم خدا کے
لئے منصف بھی بنو۔ اور خدا پر توکل کرو۔ کہ جس کام
سے وہ تم کو روکتا ہے اسی لئے روکتا ہے۔ کہ اس کا کرنا
تمہارے دین اور دنیا کے لئے مضر ہوتا ہے۔
اور یہ کبھی خیال نہ کرو۔ کہ جہاں خدا تعالےٰ تم کو ہاتھ
اٹھانے سے روکتا ہے۔ اس لئے روکتا ہے۔ کہ تم کو
بند کرے۔ بلکہ یاد رکھو۔ کہ وہ جب تم کو ہاتھ اٹھانے
سے روکتا ہے۔ تو اسی وقت روکتا ہے۔ جب تمہارا
ہاتھ اٹھانا دین اور اخلاق کے لئے مضر ہو۔ اور
اس وقت وہ تمہاری عزت کی آپ حفاظت کرتا ہے
اور آسمانی تدبیروں سے تمہاری مشکلات کو دور
کرتا ہے۔ اور ایسے وقت میں اگر تم اپنی عزت
کو اپنے ہاتھ سے قائم کرنا چاہو۔ تو تم اپنی عزت
کو بڑھانے نہیں۔ بلکہ کم کرنے کا موجب ہو جاتے ہو۔
کاش کہ اس موقعہ پر تم کو یہ سبق یاد ہو جائے۔ اگر ایسا
ہو تو پھر میرا غم ہلکا ہو جائے گا۔ اور میرا فکر کم ہو جائیگا۔
اور میں اپنے رب کو کہہ سکوں گا۔ کہ اے میرے رب
دیکھ کہ تیرا بندہ مر کر بھی لوگوں کو زندہ کرنے کا موجب
ہو گیا۔ کیا تو حی و قیوم ہو کر اسے زندہ نہ کرے گا۔
اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس پر وہ ایسا ہی کرے گا
اور ضرور کرے گا۔

بے شک آج ہمارا دشمن خوش ہے۔ کہ میرا بھی
ایک خار نکلا۔ لیکن اگر تم دعاؤں اور عاجزی میں لگ
جاؤ گے تو اس کی خوشی عارضی ثابت ہو گی۔ اللہ تعالےٰ
یا تو عار کی باتوں کی اصلاح کے سامان غیب سے پیدا
کر دے گا۔ اور اگر یہ اس کی مصلحت کے خلاف
ہو گا۔ تو وہ تمہارے ذکر خیر کو اتنا بلند کر دے گا۔ کہ
وہ تمہارے خلاف الزام لگانے والوں کی آوازیں
تمہاری تعریف کے نعروں میں غائب ہو جائیں گی پس
بنی نوع انسان کی حقیقی خیر خواہی کے کاموں میں لگ
جاؤ۔ کہ دنیا میں وہی چیز قائم رہتی ہے۔ جو دنیا کے
لئے نفع مند ہو۔ نہ الزام کہ جو کسی کو بھی نفع نہیں دیتے۔

وصیت نمبر ۴۷۳۶

منکہ عبدالرحیم ولد میاں جمال دین سوصی قوم شیخ بافندہ
پیشہ دکانداری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاچوں ڈاکخانہ
بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۲۶/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری ماہوار آمد تخمیناً
دس روپیہ ہے۔ میں اسکا دسواں حصہ وصیت ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ
کو تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ فی الحال میری جائیداد کچھ نہیں ہے
بوقت مرگ اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی دسویں حصہ
کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔
العبد۔ عبدالرحیم ولد جمال دین کھاچوں بقلم خود۔ گواہ شد۔
قدرت اللہ محصل کھاچوں بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبداللہ ولد خیر الدین کھاچوں
بقلم خود

یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ارض مصر سے ایک احمدی نوجوان کی آمد

میں نہایت خوشی اور مسرت سے سید عبدالحمید آفندی خورشید مصری نوجوان کو قادیان کی پاک زمین میں وارد ہونے پر اھلاً وسھلاً ومرحبا کہتا ہوں۔ سید عبدالحمید آفندی ایک نہایت مخلص احمدی نوجوان ہے جو ۱۹۳۱ء میں مولٰنا جلال الدین صاحب شمس حال مبلغ لنڈن کے ذریعے سلسلہ میں داخل ہؤا۔

مولانا شمس ان ایام میں فلسطین سے مصر آئے ہوئے تھے۔ اور شارع موسکی میں ایک مکان میں فروکش تھے۔ مولٰنا نے قاہرے کی حالت کا جب موازنہ کیا۔ کہ ہر شخص اپنی دنیوی زندگی میں ایسا مگن ہے کہ اسے دین کی طرف بلانا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ تو انہوں نے مسلمانان مصر کی توجہ کو اپنی طرف پھیرنے کے لئے عیسائی مشنوں کا رُخ کیا حدیقۃ الازبکیہ کے قرب میں امریکن مشن کا ایک چرچ اور ایک مدرسہ جس کے نام ایک سڑک شارع مدرسۃ الامریکان ہے اس مشن کے انچارج ڈاکٹر فلپس ایک جہاندیدہ بوڑھے امریکن پادری ہیں۔ اس چرچ میں اسلام کے خلاف ہفتہ میں دو دفعہ لیکچر ہؤا کرتے تھے۔ مولٰنا شمس نے استاذ بشیر افندی الحسنی کی معیت میں اس چرچ اور دیگر ایسے مشنوں پر حملہ بول دیا۔ علمائے مصر اپنی اپنی مسجدوں اور خانقاہوں میں گوشہ نشین تھے۔ ان کو معلوم بھی نہ تھا کہ عیسائی مشن کیا کام کر رہے ہیں۔

سید عبدالحمید افندی ان لوگوں میں سے تھے جو ان مشنوں میں اکثر جایا کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اپنی بساط کے مطابق پادریوں سے بحث مباحثے کیا کرتے تھے مگر وہ اندر ہی اندر اپنی کمزوری کا احساس کیا کرتے تھے۔ مولانا شمس کے پہلے حملہ نے ہی مصری پادریوں کو حیران اور ساکت کر دیا ایک ہندوستانی کے منہ سے عربی زبان میں عیسائیت کے خلاف دلائل و براہین سن کر عبدالحمید افندی اسی وقت والہ و شیدا ہوگیا۔ فوراً مولانا شمس سے الگ ملاقات کی۔ اور ایک دو ملاقاتوں میں جبکہ ابھی مصر میں موجود تھا۔ صدق دل سے احمدی ہوگیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ بیعت سے چند دن بعد ہی عبدالحمید آفندی نے کہا کہ میں انشاء اللہ قادیان ضرور جاؤں گا۔

عبدالحمید آفندی ایک مسلمان تاجر کی دوکان میں کام کرتے تھے۔ سارا دن تجارتی کاروبار کرنے کے بعد جب فراغت ملتی تو فوراً احمدی مشنری کے پاس آکر اپنے دل کی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ تبلیغ کا اس قدر شوق تھا کہ تمام دلائل کو ازبر یاد کرکے علمائے مصر اور پڑھے لکھے آدمی کو پیغام حق پہنچانے لگے۔ قہوہ خانوں میں۔ لوگوں کے گھروں پر جا کر بعض لوگوں کو اپنے گھر میں لاکر تبلیغ کرنے لگے۔ مصری مذاق کے خلاف اسوقت ڈاڑھی بھی رکھ لی۔ عبدالحمید آفندی کے مزاج میں اسقدر استقلال تھا۔ کہ چاروں طرف سے اس کی مخالفت ہونے لگی گھر کے لوگ بھی مخالف ہوگئے۔ اور بعض لوگوں نے تو اسے قتل کر دینے کی سازشیں بھی کیں۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ کہ یہ ایک قہوہ خانہ میں رات کو تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں لوگوں کو بعض شریروں نے بھڑکا دیا۔ اور وہ ان کو قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔۔ انہوں نے ایک قریب کے مکان میں ایک کونے میں لگ کر پناہ حاصل کی۔ اور وہ لوگ ساری رات ان کی تلاش اس کوچہ میں کرتے رہے۔

بارہا سید عبدالحمید افندی کو سلسلہ کے ٹریکٹ اور منشورات ازہر اور اس کے گردو نواح کے علاقے میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے جاتے تھے۔ جو آپ نہایت جرأت سے تقسیم کر آتے تھے۔

ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے ایک عرصہ تک آپ قاہرے کی انجمن کے جنرل سیکرٹری بھی رہے ہیں۔

ڈاڑھی کی وجہ سے مشکلات

مصری لوگ عام طور پر ڈاڑھی نہیں رکھتے۔ عبدالحمید افندی نے احمدی ہوکر فوراً داڑھی رکھ لی تھی۔ اس لئے ان کے گھر کے لوگ بھی عام طور پر ڈاڑھی کی مخالفت کرتے تھے۔ جب ان کی شادی ہونے لگی۔ تو ان کو کہا گیا کہ یا ڈاڑھی رکھو اور یا شادی کرانی منظور کرو۔ مگر انہوں نے کہا کہ شادی چھوڑ دوں گا۔ مگر ڈاڑھی نہیں منڈواؤنگا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ باوجود ڈاڑھی کے شادی ہوگئی۔

علماء کی کوشش ان کی ملازمت پر

جس جس مولوی یا مخالف کو موقعہ ملتا۔ وہ اس تاجر کے پاس جاکر درخواست کرتا۔ کہ وہ عبدالحمید آفندی کو اپنی فرم سے الگ کر دے ایک عرصہ تک تو وہ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن آخر تنگ آکر اس نے ان کو الگ کر دیا۔ مگر عبدالحمید آفندی کے پائے ثبات کو اس سے ذرا بھی لغزش نہ ہوئی۔

اس نے کہا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے۔ یہ کون ہیں جو میرا رزق بند کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اور راہیں پیدا کر دیں۔ اور مجھے یہ دیکھ کر ازحد خوشی ہوئی کہ وہ تمام مشکلات کو عبور کر کے قادیان پہنچ گیا۔

ہندوستان کی ریل میں ایک شخص نے لوگوں کو یہ کہہ کر کہ یہ احمدی ہے۔ اس کے خلاف کہنا چاہا۔ مگر اس نے جرأت سے ہر شخص کو فوراً کہہ دیا کہ میں احمدی ہوں اور قادیان جارہا ہوں۔

عبدالحمید آفندی کو تبلیغ کا اس قدر جوش ہے۔ کہ وہ راستہ میں جس بندرگاہ میں اترا وہیں اس نے احمدیت کی تبلیغ یہ کہہ کر کر دی کہ "میں اس جگہ جا رہا ہوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے۔

بٹالہ پہنچ کر اخبار فروش سے الفضل کے جتنے پرچے تھے خرید لئے۔ اور لوگوں کو ایک ایک تقسیم کر کے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

عبدالحمید آفندی کی غیرت

یہاں ایک دن مجھ سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ عبدالرحمٰن مصری نے ایسا فعل کیا ہے کہ مجھے بھی مصری کہلاتے ہوئے شرم محسوس ہونے لگتی ہے

الغرض

میں ان خوبیوں سے متصف ایک مصری احمدی کو قادیان میں دیکھ کر قلبی مسرت محسوس کرتا ہوں۔ اور اس کی آمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق۔ اس لئے صدق دل سے ایک دفعہ پھر اھلاً وسھلاً ومرحبا کہتا ہوں۔ اسی سلسلہ میں اپنے احباب سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ بھی ایک ایک خط سے اپنی محبت کا اظہار کریں۔ تو یہ خطوط اس کے اور دیگر مصریوں کے ازدیاد محبت کا باعث ہوں گے۔

وصیتیں

نمبر ۴۸۱۱

منکہ خورشید بیگم زوجہ محمد اسحٰق قوم چغتہ عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۳۵ء ساکن قادیان دارالرحمت ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴/۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

میرا مہر مبلغ ۱۵۰ روپیہ ہے۔ جو کہ بذمہ خاوند ہے۔ زیورات جو کہ اندازاً ۱۲۵ روپے کے ہیں۔ کل رقم ۲۷۵ روپے ہوتے ہیں۔ میں ان سب کی ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی جائیداد میں سے کوئی حصہ داخل خزانہ کروں تو وہ وصیت سے منہا کیا جائے گا۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد: خورشید بیگم ساکن قادیان۔

گواہ شد:۔ محمد اسحٰق احمدیہ میڈیکل ہال قادیان خاوند موصیہ۔

گواہ شد:۔ غلام حسین احمدی ڈاک روڈ سندھ حال قادیان۔

نمبر ۳۴۵۷

منکہ اللہ دین ولد چوہدری غلام محمد صاحب قوم گورایہ پیشہ زمینداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن منڈیکی گورایہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۹۳۶/۱۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی چاہی ۱۲ گھماؤں واقعہ موضع منڈیکی گورایہ جو کہ موجودہ صورت میں ایک ہزار روپیہ میں رہن ہے۔ قیمت رواجی ۱۲ گھماؤں دو ہزار ۴ صد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ اگر میری وفات کے وقت میری کوئی اور جائیداد ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔

العبد:۔ اللہ دین ساکن منڈیکی گورایہ۔ حال وارد چک ۲R ۲ ڈیرہ نواب برانچ بہاولپور۔

گواہ شد۔ علی اصغر احمدی ملازم محکمہ نہر بہاولپور

گواہ شد۔ سردار محمد بقلم خود

گواہ شد:۔ اللہ دتہ الہلد محکمہ نہر ڈیرہ نواب ڈویژن بہاولپور

نمبر ۳۶۳۳

منکہ غلام فاطمہ زوجہ شیخ زین العابدین قوم ککے زئی۔ عمر ۴۵ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن ٹھٹھہ غلام نبی ڈاکخانہ فیض اللہ چک۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

الف۔ زیور طلائی قیمتی یکصد روپیہ۔ حق مہر میں نے اپنے خاوند کو معاف کر دیا ہوا ہے۔ آٹھواں حصہ قابل ادائیگی ہے۔

العبد۔ غلام فاطمہ موصیہ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ زین العابدین خاوند موصیہ۔

گواہ شد:۔ مدد خاں بقلم خود قادیان

گواہ شد:۔ محمد یعقوب خاں احمدی گل گنج

نمبر ۴۹۲۹

منکہ محمد الدین ولد چوہدری صوبے خاں قوم باجوہ زمیندار ساکن تلونڈی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۲/۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری وفات پر جس قدر میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے۔ اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔

العبد:۔ محمد دین بقلم خود۔

گواہ شد:۔ محمد عظیم باجوہ حسن منزل قادیان

گواہ شد:۔ فضل احمد ولد چوہدری نواب خاں باجوہ جٹ ساکن تلونڈی۔ ضلع سیالکوٹ۔

گواہ شد:۔ محمد سعید چوہدری پنجورو جاگیر۔ ڈاکخانہ صابو راجو۔ ضلع حیدر آباد سندھ۔

نمبر ۴۸۸۶

منکہ عائشہ بیگم زوجہ ماسٹر محمد اسلام خاں قوم پٹھان عمر ۴۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے

میرا مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ ہے جس میں سے ۱۳۹ روپے قیمت زیور مجھے اپنے خاوند سے وصول ہو چکے ہیں۔ باقی ۳۶۱ روپے منجملہ مہر مذکور ان سے ابھی وصول کرنے ہیں۔ علاوہ اس کے ایک بند طلائی ناک کا پھول قیمتی مبلغ بیس ۲۰ روپے میرے والد مکرم نے میری شادی پر دیئے تھے۔ یہ سب مل کر میری جائیداد اس وقت ۵۲۰ روپے بنتی ہے اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ شرط لکھ دیتی ہیں کہ جس قدر رقم مجھے میرے خاوند کے پاس سے جب جب وصول ہوتی رہے گی۔ ۱/۱۰ حصہ میں ساتھ کے ساتھ داخل کرتی رہوں گی۔ اور کوشش کروں گی کہ اپنی زندگی میں ہی زر وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کر دوں۔ اگر میری وصیت کے روپے کچھ باقی رہ جائیں۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ میری باقی جائیداد میں سے یا میرے ورثاء سے وصول کرے۔ علاوہ ازیں یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ اگر میرے مرنے پر اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد بعد میرے قبضہ میں پائی جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ لہٰذا یہ وصیت لکھ دی کہ سند رہے۔

العبد: عائشہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد اسلام خاں بریلوی خاوند موصیہ۔

گواہ شد:۔ محمد طفیل خاں عفا اللہ عنہ۔ خلف منشی محمد علی خاں مرحوم مغفور۔ صدر محلہ دارالعلوم قادیان۔

نمبر ۴۵۸۲

منکہ سید حیدر شاہ ولد سید ستار شاہ صاحب قوم سید پیشہ زمینداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن مونگ۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل پھالیہ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۵/۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت موجودہ جائیداد پندرہ بیگھہ زمین رہن ہے۔ کل زمین پندرہ ۱۵ بیگھہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں میں اگر اپنی زندگی میں اسکی قیمت ادا کر دوں تو پھر انجمن احمدیہ کا حق نہ ہوگا۔ اور میرے مرنے کے بعد انجمن ۱/۱۰ حصہ کی وارث ہوگی جس طرح چاہیں فروخت کریں۔ اور اسکے علاوہ اگر میری کوئی جائیداد میرے مرنے کے بعد یا زندگی میں ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی میرے ورثاء کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ میرے لڑکے اور بیوی خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔

العبد سید حیدر شاہ بقلم خود مونگ۔ گواہ شد: امام دین احمدی۔ گواہ شد:۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال قادیان۔ گواہ شد:۔ میر حامد شاہ ولد حیدر شاہ موصی ساکن مونگ۔

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپوا کر دفتر اخبار الحکم تراب منزل سے شائع ہوا